موجودہ معاشرتی چیلنج اور قرآنی تعلیمات

محمد سعود عالم قاسمی

اسلامی نظام معاشرت کی بنیاد خاندان ہے۔ خاندانی نظام دراصل انسانی معاشرت کا حقیقی اور پاکیزہ یونٹ ہے جو نسل انسانی کے بقا اور ارتقا کی ضمانت فراہم کرتا ہے اور انسانی تعلقات کو اعتبار او راستحکام عطا کرتا ہے۔ خاندان اگر بکھر جائے تو اس کا عذاب معاشرہ کو بھگتنا پڑتا ہے۔ اسی لیے قرآن کریم نے جگہ جگہ پوری بصیرت اور صراحت کے ساتھ خاندانی نظام کے تصور کو واضح کیا ہے، اس کے ترکیبی عناصر کی نشان دہی کی ہے اور اس کے تقاضوں کی تکمیل کی دعوت دی ہے۔ قرآن پاک میں ہے:

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَراً فَجَعَلَهُ نَسَباً وَصِهْراً وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْراً (الفرقان/۵۴)

وہی ذات ہے جس نے پانی سے انسان کو پیدا کیا پھر اسے نسبی اور سسرالی رشتہ عطا کیا اور تیرا رب قدرت والا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيْراً وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْباً (النساء/۱)

اے لوگو! ڈرو اپنے رب سے جس نے تم کو پیدا کیا ایک جان سے اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور خواتین پھیلائے اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کے حوالہ سے تم سوال کرتے ہو باہم اور قرابت والوں سے بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔

خاندانی نظام میں میاں بیوی، ماں باپ، اولاد، بھائی بہن اور خونی رشتہ دار تشکیلی عناصر کی حیثیت رکھتے ہیں، چنانچہ قرآن پاک نے ان کے باہمی تعلقات کی فطری اور سماجی

حیثیت کو اجاگر کیا ہے اور ان کے حقوق وفرائض کو بھی عدل وحکمت کے ساتھ متعین کیا ہے۔ انسانی جذبات وخواہشات کی بے اعتدالی جب ان رشتوں اور تعلقات میں ناانصافی اور پیچیدگی پیدا کرتی ہے تو قرآن انسانی ذہن کو فطری اعتدال کی طرف بلاتا ہے اور وقتی خواہشات کے مقابلہ میں دائمی قوانین فطرت کی پابندی کا مطالبہ کرتا ہے تاکہ رویوں میں اعتدال پیدا کر کے معاشرہ کو انتشار اور زوال سے بچایا جاسکے اور اسے شاہراہ ترقی پر لگایا جاسکے۔ انسانیت کی فلاح خواہشات کی تکمیل میں نہیں بلکہ قوانین فطرت کی تعمیل میں پوشیدہ ہے، لہذا رشتوں ناطوں اور خاندانی تعلقات کے تقاضوں کی تکمیل میں اپنی خواہشات و جذبات کو معیار نہ بنایا جائے بلکہ قدرت کے مقرر کردہ ضابطوں اور حدود کو معیار بنایا جائے اور اسی کی روشنی میں سماجی ضابطوں اور معاشرتی قدروں کی تشکیل اور تعمیل کی جائے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

آبَآؤُكُمْ وَأَبناؤُكُمْ لاَ تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفعاً فَرِيْضَةً مِّنَ اللّهِ إِنَّ اللّهَ كَانَ عَلِيْما حَكِيْماً (النساء/۱۱)

تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تمھیں نہیں معلوم کہ کون تمہارے لیے زیادہ نفع بخش ہیں، اللہ کا مقرر کیا ہوا حصہ ہے، بے شک اللہ علم وحکمت والا ہے۔

ایک مہذب سماج اور مقدس نظام خاندان میں رشتوں کی پاکیزگی کا احترام اور حقوق و فرائض کی تعمیل کا اہتمام دین، دنیا کی سعادت کا ضامن ہے اور اللہ کی رحمت و برکت کا داعی ہے۔ جہاں رشتوں کا احترام اور حقوق وفرائض کی ادائیگی کا اہتمام نہیں ہوتا وہاں خاندان ٹوٹ جاتا ہے، معاشرہ تباہ ہو جاتا ہے۔

بدقسمتی سے عصر حاضر میں مغربی اور عیسائی دنیا نے خاص طور پر خاندانی نظام کے بنیادی تصورات سے انحراف کر کے اور قوانین فطرت سے بغاوت کر کے رشتوں اور ناطوں کے تقدس کو بری طرح مجروح اور پامال کر دیا ہے اور انسانی سماج کو اباحیت، انارکی، فحاشی اور حیوانیت کی اس فضا میں پہونچا دیا ہے جہاں تاریکی اور تیرگی انسانوں کا مقدر بن گئی ہے۔ وہ عیسائیت جو اپنے آغاز میں رہبانیت اور تجرد کی داعی اس لیے تھی کہ شادی بیاہ کی زنجیریں،

رشتوں اور ناطوں کی الجھنیں انسان کو اللہ کی عبادت میں انہماک اور اختصاص میں رکاوٹ پیدا کرتی ہیں، وہی عیسائیت آج اباحیت کا شکار ہوکر نمونہ عبرت بن چکی ہے اور دنیائے انسانیت کی گمراہی اور تباہی کا ذریعہ بنتی جارہی ہے، بلکہ یہ کہا جائے کہ عیسائیت اباحیت پرستوں اور ہوس گزیدہ لوگوں کے ہاتھوں میں کھلونا بن گئی ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ کل وہ ایک انتہا پر تھی تو آج دوسری انتہا پر پہونچ گئی ہے، افراط وتفریط اور بے اعتدالی نے معاشرتی نظام اور خاندانی استحکام کو بے معنی اور فضول بنا کر رکھ دیا ہے۔ عیسائیت سے بے زار اور لامذہبیت کے شکار یوروپی نوجوانوں کو چرچ کی طرف راغب کرنے کے لیے پاپ جان پال دوم نے ۱۹۸۶ء میں ''عالمی یوم نوجوان'' کے انعقاد کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ عالمی یوم نوجوان کا دوسرا اجتماع ۱۵ تا ۲۰ جولائی ۲۰۰۸ء کو اسٹریلیا کی راجدھانی سڈنی میں منعقد ہوا جس میں لاکھوں نوجوان شریک ہوئے۔ اس اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے سولہویں پاپ بینیڈکٹ نے یورپ کے لوگوں کو روحانی موت سے باخبر کیا جو خوش حالی کے ساتھ درآتی ہے۔ مگر اس مذہبی اجتماع اور روحانی پیشوا کا استقبال کس طرح ہوا اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ سڈنی کے طوائف خانہ کی مالکہ نے کہا کہ شہر میں مقدس پاپ کی آمد سے طوائف خانہ کی آمدنی دوگنی ہوگئی ہے۔ چنانچہ اس عالمی اجتماع کے موقع پر لڑکیوں کی بڑھتی ہوئی مانگ کے پیش نظر اس نے مزید لڑکیاں کرایہ پر حاصل کرلی ہیں اور اس بدکاری کے لیے نوجوانوں کو خصوصی مراعات بھی دی ہیں۔ (ہندوستان ٹائمز، دہلی، ۱۹ جولائی ۲۰۰۸ء)

سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ تعلیمی اداروں اور تعلیمی نظام، میڈیا اور اطلاعاتی ونشریاتی قوت کے ذریعہ اس اخلاق باختگی اور حیوانی طرز زندگی کو شہر شہر اور گھر گھر پہونچانے کا کام انجام دیا جارہا ہے یہاں تک کہ بعض مسلم معاشروں اور مسلم خاندانوں میں بھی اس کے زہریلے اثرات محسوس کیے جارہے ہیں۔

اس وقت دنیا میں جنسی تعلقات اور تکمیل خواہشات کے جو طریقے رائج ہیں ان میں سے بیش تر خاندانی نظام اور انسانی نسل کے تحفظ کے منافی اور معیار انسانیت سے فروتر ہیں، انسانی فطرت جن سے نامانوس اور متنفر ہے، مگر ان کو رائج کرنے اور مانوس بنانے کے لیے

مغربی دنیا حکومتی قانون اور عدالتی تحفظ کا سہارا فراہم کرتی ہے اور اس بے لگام آزادی کو فرد کا حق سمجھتی ہے۔

خاندانی نظام کی بنیادیں کھوکھلی کرنے کے لیے مغربی دنیا نے نکاح کی حوصلہ شکنی کی ہے اور بغیر نکاح کے مرد وعورت کے ساتھ رہنے اور ہم جنسی آسودگی حاصل کرنے کی بڑے پیمانہ پر ہمت افزائی کی ہے، زنا مغرب میں کوئی اخلاقی برائی نہیں ہے، اگر برائی ہے تو زنا بالجبر یعنی زور زبردستی ہے۔ اس کے نتیجہ میں بوائے فرینڈ اور گرل فرینڈ کے کلچر نے پوری مغربی دنیا کو اپنے نرغہ میں لے لیا ہے اور بن بیاہے جوڑوں کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہے، بن بیاہی ماؤں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے اور بقول سابق صدر امریکہ بل کلنٹن کے امریکہ میں ہر تیسرا فرد بغیر نکاح کا ہے یعنی حرامی ہے۔ اس شہوانی کلچر کو اس قدر عام کر دیا گیا ہے کہ ہندوستان جیسے روایتی ملک میں بھی بغیر نکاح کے ساتھ رہنے اور مرد وعوت کی وقتی دوستی نے رواج پانا شروع کر دیا ہے، یہاں تک کہ موبائیل فون پر بکثرت ایسے پیغامات بھیجے جا رہے ہیں کہ اگر آپ تنہا ہیں تو آپ کی تنہائی دور کرنے کا سامان موجود ہے آپ کے لیے سہولت کے ساتھ جنسی تسکین کا ذریعہ فراہم کیا جاسکتا ہے۔

بغیر نکاح کے جنسی تعلق قائم کرنے کا کلچر اپنے اثرات اس طرح پھیلا چکا ہے کہ حکومت کے سربراہوں کو بھی ایسی حرکات کا ارتکاب کرنے میں کوئی شرم وحیا محسوس نہیں ہوتی، چنانچہ سابق امریکی صدر بل کلنٹن کے مونیکا لوئنسکی کے ساتھ جنسی تعلقات کو بڑی شہرت ملی اور اس کی ملامت اس پر نہیں کی گئی کہ بال بچے اور فیملی کے ساتھ رہتے ہوئے اس نے دوسری لڑکی سے غیر اخلاقی طریقہ سے آسودگی حاصل کی، بلکہ ملامت اس بات پر کی گئی کہ اس نے اپنے اس عمل کو چھپایا اور ایوان حکومت کو گمراہ کیا۔ اس کے خاندان کے لیے شرمندگی کا باعث اس کی بدکاری نہیں بلکہ دروغ گوئی تھی۔ اسی طرح فرانس کے موجودہ صدر نیکولس سرکوزی کے ایک رقاصہ کے ساتھ جنسی تعلقات کی شہرت اخبارات اور میڈیا کی مدتوں زینت بنی رہی۔ مصر کے دورہ پر صدر فرانس اپنے ساتھ اپنی بیوی کو نہیں لیے گئے بلکہ اسی داشتہ کو لے گئے، اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر تصویریں کھچوائیں اور پوری دنیا کو یہ پیغام دیا کہ جنسی تعلقات کے

لیے شادی کرنا ضروری نہیں بلکہ کسی کا پسند آنا اور موقع ملنا کافی ہے، افسوس تو یہ ہے کہ مغربی ممالک میں رہنے والے بعض مسلمان بھی اسی حیوانی کلچر میں مبتلا ہیں اور بغیر شادی کے نامحرم عورتوں کے ساتھ رہتے ہیں اور ان سے جنسی استفادہ کرتے ہیں۔ کچھ خدا کا خوف ان کو دامن گیر نہیں ہوتا۔

قرآن پاک نے خاندانی نظام کے بقا اور استحکام کے لیے جنسی تعلقات کو فطری ضابطوں اور حدود کا پابند بنایا ہے۔ مرد وعورت کے باہمی تعلق کو اخلاقی، قانونی اور روحانی جہت عطا کی ہے اور اسے نکاح کا ایک جامع عنوان اور پر مسرت نظام عطا کیا ہے۔ جو لوگ نکاح کے ذریعہ اپنی جنسی آسودگی حاصل کرتے ہیں وہ قابل مبارک باد ہیں، یہی وجہ ہے کہ تقریب نکاح کے وقت شادی کرنے والے جوڑے کے علاوہ ان کے والدین اور رشتہ داروں کو بھی مبارک باد دی جاتی ہے اور اس شادی میں خیر و برکت کی دعا کی جاتی ہے، کہ یہی خاندان کے نام کو روشن کرنے اور اس کے وقار کو بلند کرنے کا فطری طریقہ ہے، نسل انسانی کی حفاظت کرنے کا معتبر ذریعہ ہے اور حقوق وفرائض کی تعمیل اور ذمہ دارانہ معاشرتی زندگی گزارنے کا موجب و محرک ہے۔

اس کے مقابلہ میں جو نوجوان بغیر شادی کے غیر محرم کے ساتھ رہتے اور جنسی آسودگی حاصل کرتے ہیں قرآن اس تعلق کو شرم ناک، معاشرہ کے لیے فساد اور قابل سرزنش جرم قرار دیتا ہے۔ کیونکہ قرآن کی نظر میں یہ حرام کاری بھی اسی درجہ کی ہے جس درجہ کی حرام کاری زنا بالجبر ہے۔ یعنی یہ گناہ جبر و اکراہ اور پسند و رضا کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ نکاح اور عدم نکاح کے لحاظ سے ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَىٰ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا (بنی اسرائیل/۳۲)	اور زنا کے قریب بھی نہ جاؤ بے شک وہ بے حیائی اور بری راہ ہے۔

زنا ایک طرف تو بے حیائی اور بدکاری ہے دوسری طرف نسب میں خلل پیدا کرنے اور حق توارث میں بگاڑ پیدا کرنے کا موجب ہے۔ یہ وقتی جنسی آسودگی دائمی لعنت کا موجب

ہے۔ نکاح نہ صرف جنسی آسودگی کا قانون اور اخلاقی راستہ ہے، بلکہ ذمہ داری اور جواب دہی، سیر چشمی، حقوق وفرائض کی انجام دہی، وفاداری، احترامِ رشتہ داری وصلہ رحمی اور نفس کی پاکیزگی کا بھی بہت بڑا ذریعہ ہے، جب کہ بغیر نکاح کے ساتھ رہنا اور جنسی تسکین حاصل کرنا، ذمہ داریوں سے فرار، حقوق وفرائض کی انجام دہی سے انکار، رشتوں ناطوں کے تقدس کا انکار اور نفس پرستی و بے وفائی کا راستہ ہے۔ پہلا طریقہ خاندانی نظام کی بنیاد ہے اور دوسرا راستہ معاشرتی زندگی میں فساد برپا کرنے اور زہر گھولنے کا موجب ہے۔ اسی لیے قرآن نے بدکاری کی نہ صرف سزا مقرر کی ہے بلکہ اس پر عبرت ناک سزا دی ہے اور مومنوں کو اس سزا کے مشاہدہ کی دعوت دی ہے تا کہ بدکاری اور خاندانی نظام کی بربادی کی جرأت کم سے کم کی جاسکے۔

قرآن پاک میں یہ تنبیہ صراحت کے ساتھ وارد ہوئی ہے:

الزَّانِيَةُ وَالزَّانِيُ فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِئَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ (النور/۲)

زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والے مرد ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو اور اللہ کا حکم نافذ کرنے میں ان کے معاملہ میں کوئی ترس تم کو نہ آئے اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو اور ان کی سزا کو مسلمانوں کا ایک گروہ دیکھے۔

اسلامی نظام معاشرت میں اگر ایک طرف زنا کو حرام قرار دیا گیا ہے اور اس کے ارتکاب پر سخت اور عبرت ناک سزا مقرر کی گئی ہے تو دوسری طرف نکاح کو آسان، اخراجات اور اسراف سے پاک رکھا گیا ہے تا کہ مرد وعورت آسانی کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو جائیں اور ان کو کسی قسم کی پیچیدگی کا سامنا نہ کرنا پڑے اور نہ مرد کو دوسری عورتوں پر ہوس بھری نگاہ ڈالنے کی نوبت آئے اور نہ اپنے دامن عصمت پر دھبہ لگے۔ تجرد کی زندگی انسان کو معصیت کی طرف لے جاتی ہے اور مصیبت میں مبتلا کر دیتی ہے۔ رسول پاک ﷺ نے نوجوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءة فلیتزوج فانه اغض للبصر و احصن للفرج ومن لم یستطع فعلیه بالصوم فان له وجاء"
(ابوداؤد، کتاب النکاح، باب التحریض علی النکاح)

اے نوجوانو! تم میں سے جو بھی استطاعت رکھتا ہے اسے شادی کر لینی چاہیے۔ اس لیے کہ نکاح نگاہ کی پاکی اور شرمگاہ کی حفاظت کا ذریعہ ہے اور جس کے پاس شادی کرنے کے لیے استطاعت نہیں ہے اسے روزہ رکھنا چاہیے، یہ اس کے محافظ ہے۔

اسلام نے جہاں نوجوانوں کو نکاح کرنے اور ذمہ دارانہ خاندانی زندگی گزارنے کی تعلیم دی ہے وہاں مطلقہ اور بیوہ عورتوں، نوکروں اور غلاموں کو بھی رشتہ ازدواج میں منسلک کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ معاشرہ کا کوئی طبقہ بھی جنسی فساد میں مبتلا نہ ہو۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

وَأَنكِحُوا الْأَيَامَى مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ (النور/۳۲)

اور اپنے درمیان موجود رانڈوں کا اور اپنے نیک غلاموں اور باندیوں کا نکاح کردو اگر وہ نادار ہوں گے تو اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کردے گا اللہ وسعت والا اور علم والا ہے۔

قرآن پاک نے خاندانی نظام کے استحکام کے لیے نکاح اور مرد وعورت کے قانونی تعلق کو عقیدہ وملت کی وحدت کا پابند بنایا ہے، اگر زوجین کے مابین بنیادی عقیدہ میں اختلاف ہو تو نہ نکاح درست ہوسکتا ہے اور نہ خاندانی نظام پائیدار ہوسکتا ہے، عقیدہ وملت کی وحدت اسلامی معاشرتی زندگی کی شاہ کلید ہے اور ازدواجی زندگی کی شرط ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلاَ تَنكِحُواْ الْمُشْرِكَاتِ حَتَّى يُؤْمِنَّ وَلأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ وَلاَ تُنكِحُواْ الْمُشِرِكِينَ حَتَّى يُؤْمِنُواْ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ أُوْلَـئِكَ

اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لائیں، مومن باندی بہتر ہے مشرک عورت سے اگرچہ وہ تم کو پسندیدہ ہو، اور مشرک مردوں سے نکاح نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لائیں، مومن

يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ وَاللّٰهُ يَدْعُوَ إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهِ وَيُبَيِّنُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ (البقرہ/۲۲۱)

غلام بہتر ہے مشرک آزاد مرد سے اگر چہ وہ تم کو بھلا لگے وہ بلاتے ہیں دوزخ کی طرف اور اللہ بلاتا ہے جنت کی طرف اور مغفرت کی طرف اپنے اذن سے، اور اپنی آیات کھول کر لوگوں کو بتاتا ہے تاکہ وہ نصیحت قبول کریں۔

نکاح کا مقصد محض جنسی تسکین اور افزائش نسل نہیں بلکہ ایک مومن و موحد اور اللہ کی فرماں بردار ملت کی تشکیل ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب کہ اہل ایمان کا نکاح صرف اہل ایمان کے یہاں ہو، ورنہ ایسی نسل تیار ہوگی جس کا کوئی حقیقی مذہب نہ ہوگا، وہ ملحد و مشرک ہوگی، مذہب بے زار اور خدا ناشناس ہوگی، اس کا امت محمدی سے رشتہ حقیقی نہیں مصنوعی ہوگا، یہ نسل انبیاء، صحابہ، اولیا اور صلحاء کے نقش قدم پر چل نہ پائے گی۔

گذشتہ عہد میں بعض مسلم حکمرانوں اور نوابوں نے مشرک خواتین سے شادی کر کے اسلام کے معاشرتی احکام کو پامال کیا تھا۔ آج مغربی نظام تعلیم کی وجہ سے مسلمان لڑکے مشرک لڑکیوں سے اور مسلمان لڑکیاں مشرک لڑکوں سے شادی رچا رہی ہیں۔ کالج کے مخلوط ماحول میں ان میں دوستی قائم ہوتی ہے اور بعد میں یہ دوستی بغیر وحدت ایمان کے ازدواجی زندگی میں تبدیل ہو جاتی ہے، عالم یہ ہے کہ بعض دیندار گھرانوں کی لڑکیاں غیر مسلم لڑکوں کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو چکی ہیں، ہندوستان میں اس طرح کی شادیوں میں آئے دن اضافہ ہو رہا ہے اور مخلوط نظام تعلیم اس کو فروغ دینے کا ذریعہ بن رہا ہے۔ ان میں سے بعض رشتے آگے چل کر الم ناک طور پر ٹوٹ جاتے ہیں، مگر عقل و خرد سے کام لینے اور قرآنی احکام کا پاس و لحاظ کرنے کا جوش جنوں میں کہاں خیال آتا ہے۔

فطرت نے ہر جان دار کا جوڑا صنف مقابل سے بنایا ہے اور اس میں تسکین نفس کا سامان رکھا ہے، خواہ انسان ہوں، حیوانات ہوں، پرندے ہوں یا حشرات ہوں۔ قدرت نے سب کے جوڑے بنائے اور تذکیر و تانیث کی تخلیق باہمی تسکین جنس کے حوالے سے کی۔ انسانوں

کے لیے تو قدرت نے خاص طور پر مرد وعورت کا جوڑا پرکشش اور پر وقار بنایا ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجاً لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ (الروم/۲۱)

اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہاری صنف سے تمہارے جوڑے پیدا کیے تا کہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور اس نے تمہارے درمیان محبت و رحمت رکھی، بے شک اس میں نشانیاں ہیں غور و فکر کرنے والوں کے لیے۔

مغربی دنیا نے صنف مقابل میں تسکین جنس کی تکمیل کی حدوں کو پامال کر دیا اور مردوں سے مردوں کی جنسی تسکین اور عورتوں سے عورتوں کی جنسی تسکین کے غیر فطری اور غیر انسانی عمل کو فروغ دیا۔ چنانچہ آج بیش تر یوروپی ممالک Gay یعنی امرد پرستی کا گہوارہ بن گئے ہیں، حد تک تو یہ ہے کہ اب مرد کی شادی مرد سے ہونے لگی ہے اور اسے قانونی جواز فراہم کیا گیا ہے۔ یوروپی ممالک میں سب سے پہلے نیدرلینڈ نے اپریل ۲۰۰۱ء میں ہم جنس پرستی کی تقریب شادی منعقد کی۔ پھر بلجیم نے جون ۲۰۰۳ء میں اس غیر فطری شادی کا جشن منایا۔ پھر کناڈا اور اسپین نے جولائی ۲۰۰۵ء میں ہم جنس پرستی کی تقریب شادی منعقد کی۔ اس کے بعد برطانیہ نے دسمبر ۲۰۰۵ء میں اس رسم شادی کا انعقاد کیا۔

افریقی ممالک میں ساؤتھ افریقہ نے نومبر ۲۰۰۶ء میں ہم جنس پرستوں کی باہمی شادی کو قانونی حیثیت دی۔ ناروے نے ۲۰۰۸ء کے اوائل میں ہم جنسیت کی شادی کو قانونی درجہ دیا۔ امریکہ کی کثیر آبادی والی ریاست کیلی فورنیا کی عدالت عالیہ نے جون ۲۰۰۸ء میں ہم جنس پرستی کی شادی پر عائد پابندی کو ختم کر دیا تو ریاست میں ہم جنس پرستوں کے باہمی اجتماعی شادی کا جشن منایا گیا جب کہ امریکہ کی دوسری ریاست میساچیوٹس میں یہ شیطانی تقریب پہلے ہی سے منعقد ہوتی رہی ہے۔

وہ یوروپی ممالک جن میں ہم جنس پرستی کی شادی کو قانونی درجہ حاصل نہیں ہے وہاں

مرد کا مرد کے ساتھ رہ کر اور عورت کا عورت کے ساتھ مل کر ہم جنس پرستی کرنا کوئی قابل تعزیر جرم نہیں ہے، بلکہ اسے سماجی طور پر تسلیم کیا گیا ہے اور آزادی کا مظہر قرار دیا گیا ہے۔ جرمنی، فرانس اور پرتگال جیسے ملکوں میں دو بالغ مردوں یا دو بالغ عورتوں کا باہم رہنا اور جنسی آسودگی حاصل کرنا ایسا حق ہے جو نکاح کی طرح قابل تسلیم ہے۔ جب کہ ڈنمارک میں رجسٹرڈ پارٹنر کا قانون موجود ہے۔

(دی ہندو، حیدرآباد، ۱۶/جون ۲۰۰۸ء)

اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ یوروپی معاشرہ کس طرح شہوت پرستی کی دلدل میں دھنس چکا ہے۔ ہم جنس پرستی جو اخلاق وشرافت سے بغاوت اور ایک لعنت ہے اس سے نفرت کرنا تو درکنار اس کو انسانی حق تسلیم کیا جا رہا ہے اور اس کی تقریب شادی منعقد ہو رہی ہے۔ حکومت اور عدالت اس کی ہمت افزائی اور سرپرستی کر رہی ہیں۔ خاندانی نظام کی تباہی اور شیطانی نظام کی ترویج واشاعت کا یہ ایسا عبرت ناک نمونہ ہے کہ تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

اس سے بھی زیادہ عبرت ناک بات یہ ہے کہ چرچ کے مقدس پادریوں میں ایک تعداد ان کی بھی ہے جو اس شیطانی عمل کے شکار ہیں۔ چنانچہ پوپ بینڈکٹ نے یوم عالمی نوجوان کے اجتماع کے اختتام پر سڈنی میں ۲۰ جولائی ۲۰۰۸ء کو ان مردوں اور عورتوں سے معافی مانگی جن کا کیتھولک چرچ میں پادریوں نے جنسی استحصال کیا۔ (ہندو، نئی دہلی، ۲۲ جولائی ۲۰۰۸ء)۔ اسی طرح عورتوں کو رشتہ نکاح سے محروم کر کے لزبین (Lesbian) یعنی ہم جنس پرستی میں مبتلا کر دیا گیا ہے، اب وہ ایسی حرکتیں کھلے عام کر رہی ہیں کہ شیطان لعین کی روح بھی شرما جائے۔ اگر شہوت پرستوں کا یہ شیطانی عمل جاری رہا تو نسل انسانی کا ارتقا رک جائے گا اور انسانی سماج میں شیطانی قہقہوں کی گونج ہوگی اور فطرت انسانی شر پسند باغیوں کے ہاتھوں پامال ہو جائے گی۔ چنانچہ مغرب میں اولاد کی کمی اور ہوس پرستی کی زیادتی اسی سمت میں انسانی کارواں کو ہانک رہی ہے۔ قرآن نے فطرت کی پکار کو ان لفظوں میں سعید روحوں تک پہونچایا ہے:

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُواْ حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ وَقَدِّمُواْ لأَنفُسِكُمْ وَاتَّقُواْ اللّهَ وَاعْلَمُواْ أَنَّكُم مُّلاَقُوهُ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ (البقرہ/۲۲۳)

تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں تو اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ اور اپنے لیے آگے کی تدبیر کرو اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ تمہیں اس سے ملنا ہے اور مومنوں کو بشارت دو۔

یعنی نسل انسانی کی کشت زعفرانی تو عورت سے مرد کا جائز تعلق ہے، یہ صرف تسکین نفس نہیں بلکہ اگلی نسل کی حفاظت ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اور جنسی تسکین کی راہ اختیار کرنا فطرت سے بغاوت اور قدرت کی نافرمانی ہے۔

جنسی تعلقات کی فطری حد بندیوں کو توڑ کر شیطانیت کا جو سلسلہ ہوس پرستوں نے شروع کیا ہے اس کا ایک قبیح منظر تبدیلی جنس کی شکل میں سامنے آیا ہے۔ ہوس پرست مرد اور عورتیں قدرت کی عطا کردہ نوعیت جنس اور صنف پر مطمئن نہیں ہوتے بلکہ مصنوعی اور طبی طریقہ سے جنس تبدیل کرنے کا تجربہ کرتے ہیں اور ناتمام حسرتوں کا جنازہ اٹھائے پھرتے ہیں۔ ۲۷ جون ۲۰۰۸ء کو یاہو نیٹ کی شاہ سرخی ہندوستان کے صوبہ مغربی بنگال کے ایسے دو نوجوانوں کی الم ناک کہانی تھی جن کے درمیان غیر فطری جنسی تعلقات تھے، جب وہ اس بدفعلی سے اوبھ گئے تو ایک نے دوسرے سے کہا کہ چونکہ ہندوستان میں مرد کی شادی مرد سے قانوناً نہیں ہوسکتی اس لیے تم اپنا جنس تبدیل کر کے مادہ بن جاؤ تو ہم لوگ شادی کرلیں گے اور عمر بھر ساتھ رہیں گے، چنانچہ ان میں سے ایک نے ممبئی کے ایک نرسنگ ہوم میں اپنی جنس تبدیل کرالی، مگر اس کے بعد اس کے جوڑے نے اسے دھوکہ دیا اور کہہ دیا کہ مجھے مصنوعی عورت سے کوئی دل چسپی نہیں جو کوئی بچہ نہ دے سکے۔ اب اس نوجوان نے ڈاکٹر سے رجوع کیا کہ دوبارہ اسے مرد بنائے مگر ڈاکٹر نے صاف معذرت کرلی کہ اس کا اصلی حالت پر آنا ناممکن ہے۔ زندگی کی مسرتوں سے مایوس اور حسرتوں کے بوجھ میں دبے ہوئے مادہ نوجوان نے بنگال پولیس سے رجوع کیا جو ابھی تک اس کے دغاباز جوڑے کی تلاش میں ہے تاکہ اس کی شادی انجام پاسکے۔

قوانین فطرت سے بغاوت کی یہ تو فوری سزا ہے، ذرا تصور کیجیے کہ انسان اپنی بے لگام جنسی خواہشات کی وجہ سے معاشرہ میں کتنا خوف ناک فساد پھیلا رہا ہے، نسل انسانی کا کس طرح

مذاق اڑانے لگا ہے اور اپنی اذیت اور فضیحت کا آپ سامان بن گیا ہے۔ نام نہاد مہذب دنیا اور سائنس کے ترقی یافتہ عہد کے اس انسان کو کیا اس جہالت اور ضلالت سے کچھ کم حصہ ملا ہے جس میں قوم لوط مبتلا تھی اور جسے قدرت نے ان لفظوں میں متنبہ کیا تھا:

اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَاۗءِ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ۔ (الاعراف/۸۱)

تم لوگ عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے اپنی شہوت پوری کرتے ہو بلکہ تم لوگ حد سے زیادہ بڑھ گئے ہو۔

مغربی تہذیب جو اپنا معاشرتی نظام برباد کر چکی ہے، خاندانی وقار کھو چکی ہے اور شہوانیت بلکہ شیطانیت کے دلدل میں پھنس چکی ہے، مسلم دنیا پر یلغار کر رہی ہے تاکہ مسلم ملت بھی اس معصیت میں گرفتار ہو جائے اور اپنی تہذیبی شناخت کھو دے۔ مغربی دنیا مسلم دنیا میں اباحیت اور شہوانیت کو پھیلانے میں ہر ممکن طریقے اختیار کر رہی ہے۔ اخبارات و رسائل سے لے کر تعلیمی اداروں تک، الکٹرانک وسائل ابلاغ سے لے کر فلموں اور راشتہارات تک، کلچرل پروگراموں سے لے کر سیاسی ایوان تک کو اس اباحیت کو پھیلانے کے لے استعمال کر رہی ہے۔ یہاں تک کہ مغرب میں قبول اسلام کے بڑھتے ہوئے رجحان بالخصوص خواتین کی اسلام میں روز افزوں دلچسپی کو دیکھتے ہوئے مغربی دنیا اسلام کے نظام خاندان پر حملے کر رہی ہے اور اہل مغرب کو یہ باور کرا رہی ہے کہ یہ نظام وحشیانہ اور ظالمانہ ہے یہ خواتین کی آزادی کا مخالف ہے اور انسانی ترقی کا حامی نہیں ہے۔ یہ انسانی محبتوں کا قائل نہیں اور باہمی جنسی تعلقات پر کوڑوں کی سزائیں دیتا ہے اور سنگ سار کر دیتا ہے، مقصد یہ ہے کہ شہوت پرستی سے اہل مغرب کو نکلنے نہ دیا جائے اور قبول اسلام کے لیے بڑھتے قدم کو روکا جاسکے۔ اس کے نتیجہ میں بعض مغرب گزیدہ مسلمان بھی زنا کی سزاؤں کو آج کے عہد میں ناقابل نفاذ قرار دینے لگے ہیں، ان کی اخلاقی پستی اور مرعوب ذہنیت نے اسلام کے پاکیزہ نظام زندگی کے مقابلہ میں مغرب کی آوارہ زندگی میں کشش پیدا کر دی ہے، ایسی ذہنیت کے لوگوں کی اصلاح کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَاللّٰهُ يُرِيدُ أَن يَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ أَن تَمِيلُواْ مَيْلاً عَظِيماً (النساء/۲۷)	اللہ چاہتا ہے کہ وہ تمہاری توبہ قبول کرے اور جو اپنی شہوتوں کے غلام ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم اپنی راہ سے بہت دور ہٹ جاؤ۔

اسلام کا معاشرتی نظام پاکیزگی، طہارت، سکون اور اخروی بشارت کا ضامن ہے جب کہ مغرب کی اباحیت پسند اور شہوت پرست تہذیب انتشار، بے چینی، بربادی اور آخرت کی نامرادی پر مبنی ہے۔

اسلام کی نظر میں مطلوب اور آئیڈیل خاندان وہ ہے جس میں فرد رشتوں، ناطوں اور قرابتوں میں جڑا ہو، یہ تعلقات اس کے لیے زنجیر نہ ہوں بلکہ راحت وسکون کا ذریعہ ہوں، جس معاشرہ میں فرد اپنی راحت کا قیدی اور تجرد پسند زندگی کا اسیر نہ ہو، اپنی خواہشات کی تکمیل کی حدود سے واقف اور صحیح راستہ پر گامزن ہو، جس کے لیے اولاد اور ازواج آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں، جو نہ صرف اپنے اہل خانہ کی مادی اور سماجی ضرورتوں کو پوری کرتا ہو بلکہ ان کی علمی و روحانی ضرورتوں کی بھی تکمیل کرتا ہو اور اسی میں مسرت اور شادمانی محسوس کرتا ہو، جو اپنی ذمہ داریوں سے فرار نہ اختیار کرتا ہو بلکہ اُن کو انجام دے کر روحانی سکون محسوس کرتا ہو، وہی شخص دراصل دنیاوی نعمت اور اخروی سعادت کا حق دار ہے اور صحیح معنی میں وہی شخص مسرور اور قابل رشک ہے۔ قرآن پاک نے اس آئیڈیل خاندانی نظام کا خلاصہ ان لفظوں میں بیان کیا ہے:

وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَاماً. أُوْلَئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلَاماً (الفرقان/۷۴-۷۵)	اور وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اے رب، ہماری بیویوں اور بچوں کو ہمارے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک بنادے اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنادے، ان کو بدلہ ملے گا جنت میں جھروکوں کا ان کی ثابت قدمی کے بدلے اور ان کا وہاں دعاؤں اور سلام سے استقبال کیا جائے گا۔

یعنی صالح معاشرہ کے لیے ازواج واولاد کا صالح ہونا ضروری ہے اور اس کے لیے خود اپنی صالحیت کو بنیاد بنانا لازم ہے، جب افراد صالح ہوں گے تو خاندان صالح ہوگا اور معاشرہ پاکیزہ اور جنت نشاں بن جائے گا اور انسان کو سماجی سرور اور روحانی سکون حاصل ہوگا۔

☆☆☆